فکرِ آخرت

موت و مابعد الموت

(خطبۂ جمعۃ المبارک ـــــــ ضبط و ترتیب: ادارۂ الحق)

(خطبۂ مسنونہ کے بعد) اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں کوتاہی کے دو وجوہ ہوتے ہیں۔ اگر کوئی نماز نہ پڑھے زکوٰۃ نہ دے اپنی زندگی اپنی معاشرت شریعت کے مطابق نہ گذارے تو یا تو اس میں کفر ہے، اندر سے، یا وہ بہت احمق اور بے وقوف ہے اور بہت لوگ زبان سے تو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر اندر سے ایمان سے خالی ہوتے ہیں۔

ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الآخر وما ھم بمومنین۔ — لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ زبان سے تو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر درحقیقت وہ مؤمن نہیں ہیں۔

عقیدۂ آخرت بھائیو! ایمان تب آئے گا کہ یہ عقیدہ اور یقین ہو ہمارا کہ میرے ہر عمل اور بدعملی کا حساب ہوگا۔ اور قیامت کا دن حق ہے۔ میری ذرہ ذرہ نیکی اور بدی میرے سامنے آئے گی اور خدا کے سامنے حساب دینا ہوگا، صرف نماز روزہ کا نہیں بلکہ ہر چیز کا۔ مال کا کہ کیسے کمایا اور کیسے خرچ کیا۔؟ کس کس جگہ صرف ہوا، ہر اقدام کا پوچھا جائے گا کہ سے کس عمل کا ذریعہ بنایا ہاتھ سے دماغ سے کان سے دل سے کہ انہیں کن مواقع میں صرف کیا۔

ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا۔ — کان، آنکھ، دل ہر چیز کے بارہ میں باز پرس کی جائے گی۔

خدا کے سامنے ہر عضو کی کارگذاری پیش ہوگی۔ آنکھوں کے دیکھنے کا حساب ہوگا۔ کہ نظر بد کیا یا اچھا، زبان کہاں کہاں استعمال کی۔؟

ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس — بیشک ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم اس کے

بہ نفسہ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔

دل میں گذرنے والے وسوسوں کو بھی جانتے ہیں اور ہم اسے اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

یہ سب کچھ خدا کو معلوم ہے۔ اگر ایک جگہ نگاہ ڈالنی جائز نہ تھی آپ نے نظریں نیچی کیں تو خدا اس کا اجر و ثواب دے گا۔ ایمان کی روشنی اور نور دل میں پیدا ہوگا۔

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ لاہور کے بہت بڑے عالم مصلح اور مبلّغ گذرے ہیں ایک مرید کا قصہ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص بڑے ذاکر و عابد تھے۔ راستہ میں جا رہے تھے اُس زمانہ میں ہندو اور سکھ بھی تھے، ایک سکھ عورت تالاب میں نہا رہی تھی کہ اس شخص کی نگاہ پڑ گئی اور کھڑے ہوگئے۔ تو خدا نے اس سے سب کچھ چھین لیا۔ سب کچھ اس کا غرق ہوگیا تو خدا غیور ہے۔ وہ اپنے بندہ کے بارہ میں برداشت نہیں کرتا کہ وہ خالق اور مخلوق دونوں سے محبت رکھے۔

نافرمانی کے دو اسباب

امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔ کہ جو مرد اور عورت دیندار نہیں یا تو اس میں کفر ہے یا اسے خدا کے محاسبہ اور حساب و کتاب کا خطرہ نہیں ورنہ اگر اسے یقین ہوتا کہ ذرّہ ذرّہ کا حساب دینا ہے۔ تو پھر کون اتنا جری اور بہادر ہوسکتا ہے کہ خدا کی نافرمانی کرے۔

عقیدہ کا پہلا سبق مسلمان کو یہ دیا جاتا ہے کہ:

آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت۔

ایمان لایا میں اللہ تعالیٰ پر اس کے ملائکہ پر اور اسکی کتابوں اور رسولوں پر اور قیامت کے دن اور اس بات پر کہ خیر و شر سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہے، اور مرنے کے بعد اٹھنے پر۔

آخرت کا عقیدہ ہو تو مسلمان ٹھیک ہوگا۔ اسلام پر عامل ہوگا وہ اندھیری رات میں ہو جنگل میں بھی برہنہ ہو بھوکا پیاسا ہو دس لاکھ روپے اس کے سامنے رکھ دو مگر یہ اُس طرف نگاہ بھی نہیں اٹھائے گا۔ کہ اگر ایک روپیہ کا چھٹا حصہ بھی چوری کر لوں تو خدا قیامت کے دن حساب کرے گا۔ تو ناممکن ہے کہ قیامت پر پختہ عقیدہ رکھنے والا جرم کرے۔ اگر بمقتضائے بشریت کبھی سے تو بے چین ہوگا توبۃً نصوحاً کرے گا۔

صحابہ کرامؓ کے دور میں عورتیں تک حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر جرم کا اعتراف کرتیں اور اپنے اوپر خدا کے قانون کے اجراء کا مطالبہ کرتیں ایک خاتون سے گناہ سرزد ہوتا ہے۔ وہ حد جاری کروانے کا مطالبہ کرتی ہیں۔ حضورؐ اسے ولادت تک مہلت دیتے ہیں اولاد ہوتی ہے۔ حضورؐ کے پاس آکر بچے کو گود میں

اٹھانے پیش ہوتی ہیں اور حد جاری کرنے کی پھر التجا کرتی ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ بچہ شیر خوار ہے، اس حالت میں تم پر حد جاری نہیں کی جاتی، واپس جاتی ہیں۔ اور بچہ دو ڈھائی سال کا ہو گیا ہے تو پھر اسے اٹھا کر اپنے آپ کو پاک کرانے کا اصرار کر رہی ہیں۔ تو یہ صرف خدا کے خوف کا نتیجہ تھا، نہ گواہ نہ مدعی نہ کوئی اور ثبوت مگر سب سے بڑا ثبوت مسلمان کا عقیدۂ آخرت ہے۔

حضرت عائشہ اور فکرِ آخرت دوسری وجہ نافرمانی کی یہ ہو سکتی ہے۔ کہ وہ عقیدہ تو رکھتا ہے مگر بڑا کم عقل اور بے وقوف ہے۔ ہماری ماں ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ خدا نے مجھے دس خصوصیتیں دیں، خدا نے انہیں بڑا علم دیا تھا کہ بڑے بڑے صحابہؓ ان سے مسائل کی تحقیق کراتے معرکۃ الآراء مسائل میں ان کی رائے معلوم کی جاتی۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت عائشہ حاضر ہیں حضرت جبرئیل وحی لے کر آئے۔ حضورؐ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ حضرت جبرئیلؑ تمہیں سلام کہتے ہیں، آپ نے فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، —— دنیا اور آخرت میں حضورؐ کی بیوی ہیں خدا کے نزدیک حضرت عائشہؓ کا اتنا درجہ ہے کہ منافقوں نے حضورِ اقدسؐ کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے آپ پر تہمت لگائی تو دس آیات میں خدا تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ کی برات وصفائی کی، سخاوت اور انفاق فی سبیل اللہ کا یہ عالم تھا کہ حضرت عروہؒ مشہور محدث ہیں اور ان کے بھانجے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ستر ہزار روپے ایک دن میں خیرات فرمائے، اور میں نے جب قمیص دیکھی تو اس میں پیوند لگے ہوئے تھے۔ ایک لاکھ روپے آئے تو باندی کے ہاتھ تھالی بھر بھر کر مستحقین میں تقسیم کرائے۔ افطارِ صوم کے وقت جو کی روٹی اور روغنِ زیتون سامنے رکھ کر روزہ افطار کیا۔ باندی نے کہا کہ آج ایک لاکھ روپے تقسیم کئے تو اگر ایک روپے کا بھی گوشت منگوا لیتے تو اب اس سے افطار کر لیتے۔ حضرت عائشہؓ نے غصہ سے کہا کہ اب کیوں پچھتاتی ہیں اور خیرات ضائع کراتی ہیں۔ اُس وقت کہہ دیتیں کس نے منع کیا تھا۔ گھر میں ایک دفعہ ایک روٹی تھی۔ اسے خیرات میں دیدیا اور پانی سے افطار فرمالیا۔ یہ ہماری ماں کی حالت ہے کہ لاکھوں روپے تقسیم کرتی ہیں مگر قمیص میں پیوند لگے ہوئے ہیں۔ یہ خدا کا خوف وخشیت تھا۔ روتی تھیں اور فرماتیں کہ کاش میں ایک پتھر ہوتی ایک درخت کا پتہ ہوتی، کاش پیدا نہ ہوتی کہ قیامت کے دن کے حساب سے بچ جاتی، اب کیا جواب دوں گی۔ تو یہ اثر تھا عقیدۂ آخرت کا۔

قیامت کی رسوائی حضورؐ نے فرمایا میں جو کچھ دیکھتا ہوں اگر تم دیکھ سکتے تو آبادیوں سے باہر جنگل میں بھاگ جاتے۔ قیامت میں کھڑا ہونا بھی کسی ایک جلسہ یا اکوڑہ کے بازار میں شرمندگی نہ ہو گی بلکہ اولین وآخرین فرشتے جن وانس سب کھڑے ہوں گے، اگر عزت دار ہوا تو اصل عزت وہاں کی ہو گی اگر

بے عزت ہے، تو اصل بے عزتی وہاں کی بے عزتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اگر چور نے چوری کی ہو تو چوری کے مال کی گٹھڑی سر پہ اٹھائے ہوگا کسی کے کھیت سے گھاس کاٹا ہے تو گھاس پھونس کا گٹھا سر پہ ہوگا، چوری کی چادر ہے تو اس کا جھنڈا بن کر اس کے سر پہ لہرائے گا۔ ملک و ملت اور دین کی غداری کرنے پہ تو الیتین (چوتڑ) کے بیچ میں جھنڈا نصب ہوگا کہ یہ ہے اسلام اور قوم و ملک کا غدار۔ خدا کی قسم اگر کسی کا قیامت کے حق ہونے کا عقیدہ ہو تو مرنے کے لئے تیار ہو سکے گا۔ مگر جہنم کی آگ کیلئے نہیں اور اگر عقیدہ ہے اور پرواہ نہیں تو پھر وہ بڑا بے وقوف ہے کہ چند روزہ زندگی کو مقصدِ حیات بنا رکھا ہے حضورِ اقدسؐ نے فرمایا کہ عقلمند وہ ہے جو اپنے ساتھ دنیا میں حساب کرے، بچے دنیا کے امتحان کیلئے کتنی تیاری کرتے ہیں حالانکہ محنت اور امتحان قابلیت پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اصل امتحان تو وہ ہے جو خدا کے سامنے ہو کہ حضورؐ اور اللہ کے ساتھ وفاداری کا اندازہ لگا لیا جائے۔ دنیا کی چند روزہ زندگی تو گذر جائے گی، غریب امیر بادشاہ سب مرتے ہیں ہم اپنے ہاتھوں سے انہیں دفناتے ہیں۔ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں مگر عبرت نہیں۔

عقلمند اور احمق | تو عقلمند وہ ہے جو عمل۔ لما بعد الموت۔ کرے۔ حضورِ اقدسؐ نے فرمایا کہ احمق وہ ہے کہ خواہشاتِ نفس کی پیروی میں لگا رہے۔ دل نے چاہا نماز پڑھ لی ورنہ نہیں دل نے چاہا چوری کر لی زنا کر لیا، تماشے اور سیر سپاٹوں میں لگ گیا۔ بس خواہشات کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ افرئیت من اتخذ الہہ ھواہ۔ کیا تم نے دیکھا اس شخص کو جس نے خواہشات کو اپنا معبود بنا لیا ہے۔

الٰہ تو وہ ہوتا ہے جس کا حکم بلا چون وچرا مانا جائے۔ اب اسے اس کا نفس جو کہے وہی کرتا ہے۔ تو اس نے نفس کو الٰہ بنا دیا پیروی تو نفس کی ہے اور تمنا بخشش خداوندی اور جنت کی کرتا ہے۔ تو اس سے بڑھ کر احمق کون ہوگا۔؟

دیکھو خداوند تعالیٰ یقیناً رازق ہے۔

وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا۔ زمین میں کوئی زندہ چیز نہیں جس کے رزق کا ذمہ اللہ نے نہ اٹھایا ہو۔

ہر چیز سعی اور عمل سے وابستہ ہے۔ | پھر زمیندار ایک ایک دانہ کیلئے کیوں اتنا فکر کرتے ہیں۔ کھاد، پانی، گوڈی ہر تکلیف برداشت کرتے ہیں، آرام سے بیٹھتے، کیوں نہیں؟ کیا خدا رازق نہیں۔؟ تجارت والے دن رات تجارت کے فکر میں لگے رہتے ہیں۔ ایسے شخص کو لوگ دیوانہ سمجھتے ہیں جو کوئی کام نہ کرے۔ دنیا کے معمولی کمال اور عزت و آرام کیلئے بھی لوگ ذرائع ڈھونڈتے ہیں، اور جنت کی بات ہو تو مفت میں

بلامحنت ٹھیکیدار بن جاتے ہیں، نہ خدا کا ڈر نہ رسولؐ کا نہ اسلام کا لحاظ، مادر پدر آزاد مگر جنّت کے ٹھیکیدار جو کا ٹکڑا بھی بلا مشقت و مزدوری کے حاصل نہ ہو سکے اور جنّت مل جائے تو کیسے ملے؟ اگر ایسا سمجھتا ہے تو سخت بے وقوف ہے۔ نزلہ و زکام کے علاج کے لئے ڈاکٹر اور حکیم کے پاس جاتے ہیں، درد سر وغیرہ کیلئے دوڑتے بھاگتے ہیں۔ اور بدن میں ایک جزو بھی خراب ہے تو سارا بدن ٹھیک طرح کام نہیں کرتا۔ تو جب نہ عمل اسلام کے مطابق نہ زمینداری نہ تجارت نہ شادی غمی اسلام کے مطابق نہ رہنا سہنا اسلام کا۔ تو مفت میں جنت اور اللہ کی سرخروئی کیسے مل جائے گی۔؟ حدیث میں تو آتا ہے کہ جس سے ایک عصر کی نماز فوت ہوئی اور قصداً فوت کیا تو۔ کانما وتر اهله وماله ۔ گویا اس کے اہل و عیال اور مال و دولت سب کچھ اس سے چھین گیا۔

قبر کی زندگی تو قبر کی زندگی کے لئے ہمارے پاس کیا تیاری ہے۔؟ اس قبر کے لئے بھی کچھ کیا ہے۔ یہاں تو کوشش ہے کہ پنکھا ہو، بجلی ہو روشنی اور بستر ہو چارپائی ہو کشادہ مکان ہو مگر کبھی سوچا ہے کہ قبر میں کیا سامان ہو گا۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب کوئی مرجاتے تو دو فرشتے اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے۔ اور وہ پوچھتے ہیں کہ کون ہے۔؟ مسلمان ہے یا کافر۔؟ تو دنیا میں تو چالاکی چلتی ہے۔ اور کرتے ہیں حاکم کے سامنے مگر قبر میں نہیں چلے گی اور قیامت کے دن بھی نہیں چلے گی۔ تو پوچھا جائے گا: من ربك ---؟ تمہارا پالنے والا کون ہے۔ تو جب دنیا میں ہم یہ سمجھتے رہے کہ مجھے دکان پالتی ہے، زمینداری پالتی ہے، میری زندگی کی ساری عزت نوکری سے ہے تو یہ شخص جب اپنا رب (پالنے والا) اپنی نوکری کو سمجھتا رہا تو قبر میں اب جھوٹ نہیں چلے گا۔ دنیا میں نماز کے لئے پکارا جاتا ہے کہ حی علی الصلوٰۃ ۔ تو یہ دکان بند کر کے نماز کے لئے جانے کی بجائے یہ سوچتا ہے کہ دکان بند رکھوں تو خریدار چلا جائے گا، کھاؤں گا کہاں سے ؟ ملازم بھی یہی کہتا رہا۔ تو درحقیقت اس کا عقیدہ ہے کہ میرا پالنے والا خدا نہیں ہے، ورنہ سوچنا چاہئے تھا کہ دو ڈھائی سال کا جب بچہ تھا تو کس نے دودھ کا انتظام کیا اور کیڑے کی طرح کمزور و نحیف بچہ تھا۔ سردی اور گرمی نہیں جانتا تھا۔ تو کس نے مجھے پالا۔؟ کاش ہم یہ جانتے کہ جس نے سورج چاند اور آسمان و زمین پیدا کئے وہی رزق بھی دے گا تو حرام و حلال کی تمیز کیوں نہ کریں۔

حضرت عمرؓ کے دور کی خدا ترس لڑکی مگر آج تو مسلمان ہر چیز میں ملاوٹ اور ٹھگی کرتا ہے۔ دودھ میں پانی نہ ڈالیں تو بیچتے ہی نہیں۔ حضرت عمرؓ سے ڈرتے ہیں ان کا تخت و تاج حضرت عمرؓ کے قدموں میں ہے۔ ایسے حکمرانوں کی شہزادیاں حضرت عمرؓ کے دور میں مدینہ منوّرہ میں باندیاں بن کر آتی تھیں اور حضرت عمرؓ کا طریقہ رعایا کے حالات معلوم کرنے کے لئے رات کو گشت کرنے کا تھا۔ ایک دن سحری کے وقت ایک

گلی میں آواز سنی کہ ایک گھر میں ایک ماں اپنی بیٹی کو کہہ رہی ہے ۔ کہ اٹھو صبح قریب ہے ۔ دودھ کے خریدار آئیں گے ۔ دودھ میں پانی ملا دو بیٹی نے کہا ماں مجھے معلوم نہیں کہ امیر المومنین نے غش (دھوکہ اور ملاوٹ) سے منع فرمایا ہے ۔ اور حضور اقدس ؐ کا ارشاد ہے ۔

من غشنا فلیس منا ۔ جس نے ہمیں دھوکہ اور فریب دیا وہ ہم میں سے نہیں ۔

ماں نے بیٹی کو کہا کہ ایسا کر لو یہ ہماری کمائی کا سوال ہے اس وقت کسے معلوم ہے ؟ بیٹی نے کہا کہ اگر شرعاً ایسا کرنا حرام ہے تو یہ کام اللہ سے تو نہیں چھپ سکے گا ۔ یہ تھا خدا کا خوف ارشاد نبوی ہے ۔

رأس الحکمۃ مخافۃ اللہ ۔ دانائی کی جڑ اللہ کا خوف ہے ۔

صرف پولیس فوج اور حکومت سے اصلاح نہیں ہو سکتی نہ جمہوری حکومت سے نہ شخصی حکومت سے اوّل تو وہ مخلص نہیں ہوتے بالفرض ہوں بھی تو جب تک دل میں چوکیدار نہ ہو تو باہر کی نگرانی سے کچھ نہیں ہوتا جب سچا مسلمان ہو تو بھوکا رہے گا مگر کسی کے لاکھوں روپے کو آنکھ نہیں اٹھائے گا کہ چند پیسوں کے عوض چھ سات سو قبول نمازوں کا ثواب چھین لیا جائے گا ۔ تو خدا کے خوف کا اثر دیکھو کہ ماں بیٹی کو ملاوٹ کا کہتی ہیں کہ حکومت کو تو خبر نہیں مگر بیٹی نے کہا کہ خدا تو دیکھتا ہے ۔ حضرت عمر اس بچی کے تقوٰی سے اتنے متاثر ہوئے کہ اپنے بیٹے کو بلا کر کہا کہ شادی کرنی ہے تو ایسی دیندار لڑکی سے کر لو ۔

حضرت عمر کا معیارِ شرافت حضرت عمرؓ کسی بھی حکمران یا رئیس کے گھر چاہتے بیٹے کی شادی کرا سکتے اور یہ تو ایک غریب بچی تھی ۔ کہ دودھ تو غریب ہی بیچتے ہیں اور مدینہ منوّرہ میں قیصر و کسرٰی کی شہزادیاں باندیاں بنی ہیں ۔ ایک حضرت علیؓ کو بھی عطا فرمائی تھی ۔ اپنے بچے کی شادی بھی کسی مالدار جگہ کرا سکتے تھے ۔ مگر خدا کے خوف کو ترجیح دی حدیث میں بھی ہے کہ شادی کرنا چاہو تو دیندار عورت کو ترجیح دو آج تو جنٹلمین لڑکی ڈھونڈتے ہیں حضورؐ کا ارشاد ہے مال پر نہ جاؤ دین کو دیکھو تو حضرت عمرؓ نے جب بچوں سے کہا کہ ایک ایسی لڑکی ہے ۔ جس کے دل میں خدا کا خوف ہے تو ایک لڑکے نے مان لیا اور حضرت عمرؓ نے ان کا نکاح اس لڑکی سے کرا لیا اور اس رشتہ کو اللہ نے اتنا مبارک کیا کہ اسی لڑکی کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مجدد اوّل کو پیدا فرمایا اور اسی وجہ سے حضرت عمرؓ کا رنگ بھی ان پر غالب رہا ۔ الغرض موت سے مفر نہیں اس لئے اسکی تیاری کرنی چاہئے ہم نے اسے ایک ہوّا بنا رکھا ہے ۔ بڑی چیز معلوم ہوتی ہے ۔

موت وصالِ حقیقی ورنہ موت کامیابی اور ایک نئی زندگی ہے ۔ مسلمان تو موت کو پسند کرتا ہے ۔ خدا کی راہ میں موت آجاتی تو پکار اٹھتا ۔۔۔ فزت ورب الکعبہ ۔۔۔ صحابہ کرام میدانِ جہاد میں ایک دوسرے سے سبقت لے جاتے جو شہید نہ ہوتا وہ روتا ، موت فنا ہونا نہیں ۔ دار ہموم و غموم سے دار امن اور

دارِ راحت کو منتقل ہونا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق مسلمانوں کے خلیفہ ہیں۔ مرض وفات میں ہیں۔ پیر کے دن ان کی صاحبزادی ام المومنین حضرت عائشہ رضؓ حاضر ہوئی، کہا اباجان طبیعت کیسی ہے۔؟ حضرت صدیق رضؓ نے جواب دیا اے بیٹی یہ دو کپڑے جو پرانے ہیں میں نے پہنے ہیں۔ اسے دھو کر مرنے کے بعد اسی کا کفن بنا دو انہوں نے فرمایا اباجان تو امیر المومنین ہے، مسلمانوں کے بیت المال میں سب کچھ ہے۔ اور ہم خود بھی اللہ کے فضل سے آپ کو نیا کفن پہنا سکتے ہیں فرمایا نہیں نئے کپڑے زندوں کیلئے چاہئیں۔ مرنے کے بعد تو خون اور پیپ کیلئے پرانے کپڑے اچھے ہیں۔

پھر آپ نے حضورؐ کے کفن کی تفصیل دریافت کی، حضرت عائشہؓ نے بتلادی فرمایا مجھے بھی ایسا ہی کفن پہنادو، اور ایک مسلمان کی یہی کامیابی ہے کہ اس کا سب کچھ موت اور حیات میں حضورؐ کے طرز پر ہو۔ فوز و فلاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی میں ہے، ہمارے لئے تو بہتے دریا خشک ہوجاتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ حضورؐ کی پیروی کرتے تھے ایک صحرا میں خشک سالی کے شکار ہوئے۔ حیوانات بھی جنگل سے بھاگ گئے، علاء حضرمی صحابی کو شکایت کی فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ اور حضورؐ پر ایمان نہیں لاتے۔؟ کہا ہاں فرمایا تیمم کرکے دو رکعت پڑھ لو اور دعا کرو، دعا کی اور گھوڑے نے پاؤں زمین پر دے مارا، وہاں سے چشمہ ابل پڑا۔

صحابہؓ اور تکوینی سنتوں کی پیروی تو حضرت صدیق رضؓ نے صاحبزادی کو تعلیم دی کہ میرا کفن بھی حضورؐ کے مطابق ہو کہ بعد از موت بھی میری حالت ان کے مطابق ہو۔ پھر پوچھا حضورِ اقدسؐ کا وصال کس دن ہوا دنیا سے کس دن تشریف لے گئے تھے۔؟ فرمایا پیر کے دن تو حضرت صدیقؓ نے آسمان کی طرف نظریں اٹھائیں اور خواہش ظاہر کی کہ کاش یہ سعادت تکوینی بھی خدا نصیب کردے یہ تڑپ تھی وصالِ حقیقی اور موت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی خواہش موت میں بھی ہے۔ اسی حالتِ مرض میں عراقی فوج کے جرنیل مثنیٰ ابن صباح پہنچتے ہیں، عراق میں جنگ جاری ہے۔ اُس نے حضرت صدیق رضؓ کو حالاتِ جنگ پیش کردئے، آپ نے حضرت عمرؓ کو بلایا اور کہا کہ ہوسکتا ہے کہ آج میرا آخری وقت آجائے تو کل تک بھی میرا جنازہ نہ روکیں۔ میری وجہ سے کسی نظام میں گڑبڑ نہ ڈالیں عراق کے مسلمانوں کو امداد کی ضرورت ہے ان کو تکلیف نہ پہنچے۔ صبح ہوتے ہی اس کام میں لگ جاؤ۔ یہ تھی رعایا اور مسلمانوں کی ہمدردی کی حالت، حضرت معاویہؓ اسلامی حکومت کے واحد حکمران ہیں عمر کی ترسٹھویں منزل میں ہیں۔ تو دعا فرماتے ہیں کہ کاش میں اس سال وفات پاجاؤں کہ حضورؐ کا وصال ۶۳ سال کی عمر میں ہوا۔ اس تکوینی سنت کی پیروی بھی ہوجائے، یہ تھا جذبۂ اتباع سنت اور اس جذبۂ سنت میں یہ حضرات موت

کو ایک محبوب چیز سمجھتے تھے۔ حضرت بلال مرض وفات میں خوشی سے جھوم کر اشعار پڑھتے ہیں ؎

غداً القی الاحبۃ محمداً وحزبہ

کل میری ملاقات حضورِ اقدسؐ اور ان کے ساتھیوں سے ہوگی ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فکرِ آخرت اور موت کے لئے تیاری کی توفیق عطا فرماوے ۔ آمین ۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین ۔

خطبہ جمعۃ المبارک یکم جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ
بعد از علالت پہلا خطبہ

تقریباً ایک ماہ غیر حاضری کے بعد اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے پھر حاضری کا موقع دیا ۔ اس بیماری کے دوران اکوڑہ خٹک اور گرد و نواح کے مسلمانوں نے اس عاجز کے ساتھ ہر طریقہ سے ہمدردی کی ، تقریباً ہر جگہ غائبانہ دعاؤں سے نوازا اس میں نہ صرف مرد بلکہ کئی جگہ خواتین نے بھی ختمِ کلامِ پاک اور دعائیں کیں ۔ میں ناچیز اپنے آپ کو پہچانتا ہوں ، یہ میرے ساتھ تعلق نہیں بلکہ صرف حسنِ ظن اور اچھا گمان ہے ۔ آپ لوگوں کا ۔ اپنی محبت اور تعلق ہے خداوندِ کریم ان تمام حضرات کو اس حسنِ ظن کا بدلہ دارین میں دیدے اور اللہ تعالیٰ مجھے اس حسنِ ظن کا اہل بنادے ۔ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے اور مہربان ہے ۔

مرنے والوں کا ذکرِ خیر ایک حدیث میں ہے کہ جب ایک شخص کا انتقال ہو اور لوگ مرنے کے بعد گواہی دیں کہ یہ اچھا شخص تھا ہمدرد تھا ۔ ملک اور وطن کو اس سے خیر پہنچا تو گو وہ حقیقت میں ایسا نہ ہو مگر کئی مسلمانوں کی اس گواہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کی گواہی کو سچا کر کے اسے بخش دیتا ہے ۔ حضورِ اقدسؐ کے سامنے ایک دن ایک جنازہ گذرا صحابہؓ نے اس شخص کا ذکر کیا ۔ خیر کا ذکر تھا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ وجبت ۔ (لازم ہوگئی یہ شہادت) پھر کسی وقت دوسرا جنازہ آیا صحابۂ کرامؓ نے اس کا ذکر برے ہی طرح کیا کہ بدکار تھا وغیرہ ۔ تو حضورؐ نے فرمایا ۔ وجبت ۔ (واجب ہوگئی) حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ آپ نے دونوں کے بارہ میں وجبت فرمایا ۔ تو فرمایا کہ لوگوں نے ایک کی خوبیاں ظاہر کیں ، اور دوسرے کی برائیاں ، اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی ان کی شہادت کے مطابق معاملہ فرمائیں گے ۔ تو اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کی بڑی عزت ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ بہت سے پراگندہ حال پراگندہ مال لوگ کہ کوئی اسے دروازہ بھی نہ کھولے اور اسے دھتکارے اس کے نکاح کا پیغام بھی کوئی قبول نہ کرے

گوشۂ گمنامی میں ہیں لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہے۔ میلا کچیلا ہے۔ مگر : لو اقسم علی اللّٰہ لابرّہ — کہ اس کے منہ سے کوئی بات نکلے کہ واللہ خدا اس کام کو ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسکی بات کی لاج رکھ کہ اس کام کو پورا کر لیتا ہے۔ کہ میرے اس بندہ کی بات غلط نہ ہو۔ تو فرمایا : اذکروا موتاکم بالخیر — اپنے اموات کا ذکر خیر اور بھلائی سے کیا کرو۔

اور اصل گواہی تو دل کی ہے کہ دلوں کے اندر سے اچھی شہادت اور خلوص و محبت کے کلمات نکلیں تو دنیا میں ایسی زندگی گذارو کہ جب یہاں سے جاؤ تو لوگ روئیں ایک شاعر کا کہنا ہے کہ دنیا میں زندگی ایسی گزارو کہ جب تم جاؤ تو سب رونے لگیں اور تم ہنستے ہوئے جا رہے ہو۔ جب کہ پیدا ہو رہے تھے تو رو رہے تھے۔ (کہ بچے کو فطرت سلیمہ کی وجہ سے پیدائش کے ساتھ ذمہ داریوں کا احساس ہو جاتا ہے۔ اور رونے لگتا ہے۔) تو شاعر کہتا ہے کہ لوگ خوشی سے ہنستے تھے اور بچہ رو رہا تھا۔ مگر جب دنیا سے جائے تو یہ محبوب حقیقی کے وصال کی خوشی میں ہنستا رہے اور لوگ اس کے فراق میں آہ و بکا کرتے رہیں۔

اہل جنت اور دوزخ اللہ تعالیٰ نے دونوں مٹھیوں میں انسانوں کے ارواح کو بند کیا۔ (اور مٹھی بھی جو اللہ کی شان کے مطابق ہو۔) پھر حضرت آدمؑ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس مٹھی میں اہل جنت ہیں — ولا ابالی — اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اور دوسری مٹھی میں اہل جہنم ہیں - ولا ابالی۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ کوئی جنت میں جائے یا جہنم میں جائے۔ خداوند کریم بے نیاز ذات ہے۔ یہ ساری دنیا آباد رہے یا ویران ہو جائے اُسے کیا ضرر پہنچ سکتا ہے تو ایک عالم نے جب یہ حدیث سُنی تو کہا اب میں کس طرح ہنس سکتا ہوں اور رونے لگا کہ جب تک مجھے یہ معلوم نہ ہو کہ میری روح کونسی مٹھی میں تھی نہیں ہنسوں گا۔ قسم کھائی کہ پھر نہیں ہنسوں گا۔ اور اس عہد کو نبھایا۔ جب انہیں وفات کے بعد غسل دینے کیلئے تختہ پر لٹایا گیا تو کھل کھلا کر ہنس پڑے اب معلوم ہوا ہو گا کہ میرا نام اہل جنت میں ہے۔

دنیا ایک خواب الغرض ہم تو نیند میں ہیں۔ فرمایا : الناس نیام اذا ماتوا فانتبھوا - لوگ خواب میں ہیں جب مر جائیں تو بیدار ہو جائیں گے۔ بچہ سوتے میں بعض اوقات ہنستا ہے، یہی حال ہمارا اور ہماری دنیوی زندگی کا ہے کہ خوشی عارضی ہے اور ایک خواب ہے غفلت کی وجہ سے ہے فرمایا : لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلاً ولبکیتم کثیرا۔ جو کچھ میں جانتا ہوں اگر وہ تم جان لو تو بہت کم ہنسو گے اور بہت زیادہ رونے لگو گے کسی کے سر پر سیشن کا مقدمہ ہو کل عدالت میں پیشی ہو اور پھانسی کا امکان ہو تو لوگ جتنی بھی ہنسی خوشی کریں مگر یہ شخص اپنے غم میں مبتلا رہے گا۔ دنیا و مافیہا سے بے خبر کل کے غم میں گھلتا رہے گا۔ حالانکہ پھانسی بھی دنیا

کا غم ہے جو ایک سیکنڈ کی بات ہے جو روح کی جدائی کا لمحہ ہے۔ مگر کیا ایسا شخص سینماؤں اور تھیٹروں میں جائے گا۔؟ خوشی کرے گا۔؟ ڈانس ناچ گانوں میں مشغول ہو سکے گا۔؟ وہ تو متفکر ہی رہے گا۔

حسن بصریؒ کا فکرِ آخرت | حسن بصریؒ راستہ پہ چلتے تو ایسے متفکر اور مغموم ہوتے جیسے انہیں مقتل میں لے جایا جا رہا ہو، بعض شاگردوں نے وجہ پوچھی تو جواب میں فرمایا کہ شاید حسنؒ کے منہ سے کوئی ایسی بے مقصد بات نکلی ہو اور خدا نے فرمایا کہ تمہارے سب اعمال بے کار ہیں، میرے دربار سے راندہ ہو ایسی بات تم نے کیوں کہی تھی۔؟ جب یہ خیال ہے اور امکان ہے تو میں کس طرح بے فکری کی زندگی بسر کر سکتا ہوں۔ یہ اس حضرت حسنؒ کی بات ہے جو زہد و تقویٰ علوم حدیث و قرآن کے بادشاہ ہیں مگر فکرِ آخرت کا یہ عالم ہے۔

محاسبۂ آخرت | بھائیو! دنیا کی موت تو ایک منٹ کی تکلیف ہے مگر دوزخ کی تکلیف تو دنیا سے لاکھوں چند زیادہ ہے۔ وہاں کی آگ یہاں کی آگ سے بے حساب زیادہ گرم ہے۔ اور ابد تک یہ حالت کہ جسم کا چمڑا جلے تو دوسرا چمڑا اس پہ آجائے۔ پھر جب ہر ہر قدم ہر ہر بات ہر ہر حرکت کا حساب دینا ہوگا۔ کہ کس طرح کمایا؟ کہاں خرچ کیا؟ صبح سے شام تک زندگی کے ہر لمحہ کا محاسبہ ہوگا۔ پھر دنیا کے حاکم کے سامنے نہیں احکم الحاکمین کے سامنے ذرہ ذرہ کا حساب۔ اللہ اکبر۔ تو وہ عالم جس نے نہ ہنسنے کا عزم کیا تھا اس کے بعد ۴۰ سال تک زندہ رہا کبھی نہ ہنسا اس غم سے کہ میری روح کہاں جائے گی؟ مرنے کے بعد غسل کے لئے ڈالدیا تو قہقہہ لگا کر ہنسا، اب اسے پتہ چلا کہ اہل جنت میں سے ہوں۔

غالباً حضرت مولانا گنگوہیؒ نے لکھا ہے کہ بہتر تو یہ ہے کہ لوگ دل سے میت کی تعریف کر دیں اور اگر ایسا نہ ہو تو زبانی تعریف بھی تفاؤلاً کر دو۔ اتنی اچھائی تو مردے کے ساتھ کر سکتے ہو کہ منہ سے دو چار جملے نکالے کہ اچھا بندہ تھا تو شاید اس ایک بات سے خداوند تعالیٰ اس کی بخشش فرما دیں۔ تو عرض کر رہا تھا کہ مجھے اپنی حیثیت معلوم ہے۔ صرف آپ کا محض حسن ظن ہے۔ لوگوں کی شفقت اور ہمدردی ہے۔ چونکہ ان کا باطن صاف ہے اور دین کے ساتھ ان کو محبت ہے اور جن پہ گمان ہے دین کا ان کے ساتھ بھی محبت ہے حضورؐ نے فرمایا کہ: حب الانصار من الایمان۔ انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرض کو قدرے افاقہ دیا۔ نظر کی تکلیف تا حال ہے۔ مگر قدرے فرق آیا ہے۔ آپ بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

روحانی صحت کا فکر ضروری ہے۔ | بزرگو! یہ ہماری کوتاہی ہے کہ جسم مریض ہونے پہ تو ہسپتال اور ڈاکٹروں کے پاس بھاگتے رہتے ہیں۔ تو کاش ہمیں یہ بھی احساس ہوتا کہ جسم کی طرح روح بھی بیمار ہوتی ہے۔

جسم کی طرح روح بھی خسارہ میں پڑتی ہے ۔ چاہئے کہ ہم روح کی بیماریاں بھی معلوم کریں اور یہ دیکھیں کہ مجھے دین کے لحاظ سے کتنا نقصان اور خسارہ ہوا ہے ۔

دینی خسارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مرد اور عورت سے ایک نماز قضا ہوئی تو کانما وتر اھلہ ومالہ ۔ گویا اس کا اہل وعیال اور مال و دولت سب کچھ لٹ گیا ہو ——

الترغیب والترہیب میں نمازِ عصر قضا ہونے کا بھی قید نہیں ۔ دوسری روایات میں عصر کی نماز کی قید ہے ۔ گویا ایک نماز کے فوت ہو جانے کی وجہ سے اتنا بڑا خسارہ اور نقصان ہے کہ گویا اس کے اہل وعیال ، جائداد سب فوت ہوئے اور تباہ ہوئے ، جیسا کہ تقسیم ملک کے وقت بعض لوگوں کا سب کچھ لٹ گیا ۔ تو ہم ایک فٹ زمین کے لئے کتنی جدوجہد کرتے ہیں ، مقدمے لڑتے ہیں ۔ مرتے مارتے ہیں ۔

—— تو حضور نے فرمایا کہ ایک نماز کے فوت ہو جانے سے اتنی تباہی ہوئی کہ اس کا سب کچھ چھینا گیا ، تو جسمانی تکالیف اور امراض کے احساس کی طرح ہمیں روح کا بھی احساس ہونا چاہئے ، ایک برے عمل کی وجہ سے روح پر جو اثر ہوتا ہے ۔ اس کے تدارک کیلئے ہم کیا کرتے ہیں ۔ ؟

کاش ! ہم روح کے امراض کا بھی علاج کراتے اس کا بھی کبھی سوچتے روح کے علاج کا ہسپتال قرآن و حدیث ہیں اس سے روح کیلئے نسخے معلوم کرو ۔ اللہ کی یاد سنت کی پیروی اللہ کی تابعداری سے روح کو صحت ہوتی ہے جتنی بھی تابعداری ہو اتنی روح کو جلا ہو گی ۔

اب تمام مخلصین کے حق میں دعا کریں جنہوں نے مجھ غریب سے ہمدردی کے سلسلہ میں تکالیف اٹھائیں ۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

(تبییض و ترتیب : سمیع الحق دوران اسارت ہری پور سنٹرل جیل ۔ مئی ۱۹۷۷ء)

پی سی ٹی
پرزہ جات سائیکل
پاکستان میں سب سے اعلیٰ اور معیاری
مارکہ
بٹ سائیکل سٹورز ۔ نیلا گنبد ۔ لاہور
فون نمبر 65309